ائمہ اربعہ رض

امام دار الہجرۃ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

(از قاضی ابو المعالی مولانا عبد الحفیظ المبارکپوری الاعظمی)

نام و نسب اور مولد

مالک نام، ابو عبد اللہ کنیت، امام دار الہجرۃ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ مالک بن انس بن مالک، بن ابی عامر بن حارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن ذی اصبح، اصبحی مدنی، ذو اصبح کا نام حارث، بن عوف ہے۔ اسی وجہ سے آپکو اصبحی کہتے ہیں آپکا خاندان خالص عربوں یعنی یعرب بن قحطان سے ہے۔ شاہان حمیر سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے یمن میں آباد تھا پھر بعد کو مدینہ منورہ میں آکر سکونت پذیر ہوا۔

آپ کے پردادا، ابو عامر سب سے پہلے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہوئے، ان کے اسلام لانے کا صحیح وقت معلوم نہیں۔ شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان المحدثین میں شیخ محمد بن ابراہیم کا قول نقل کیا ہے کہ،

واما ابو عامر فھو جد ابی مالک صحابی شھد المغازی کلھا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلا بدرا[1]	ابو عامر مالک کے پردادا صحابی ہیں، جنگ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

مگر علامہ ذہبی نے تجرید الصحابہ میں اور حافظ ابن حجر رح نے اصابہ میں ابو عامر کے متعلق لکھا ہے کہ۔

ولم ار من ذکرہ من الصحابۃ وقد کان فی زمن النبی صلے اللہ علیہ وسلم	میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ ابو عامر کو صحابہ میں شمار کیا ہو۔ البتہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور تھے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف نہیں حاصل ہوا۔ آپکے دادا مالک بن ابی عامر بہت بڑے عالم اور ثقہ تھے حضرت عمر رض، عثمان رض، طلحہ رض، ابو ہریرہ رض سے حدیثیں روایت کی ہیں[3] آپ کے والد بھی محدث تھے۔ امام صاحب صحیح قول کی بنا پر جیسا کہ محدث ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام کے شاگرد خاص یحییٰ بن بکیر کی زبانی امام کا قول نقل کیا ہے اور اسکو اصح الاقوال لکھا ہے ۹۳ھ میں پیدا ہوئے[4] عام مورخین لکھتے ہیں کہ امام صاحب رح تین برس شکم مادر میں رہے۔ آپکی پیدائش کے وقت خاندان بنو امیہ کا تیسرا تاجدار خلیفہ ولید بن عبد الملک تخت خلافت پر متمکن تھا۔

تعلیم جس وقت امام نے ہوش سنبھالا۔ مدینہ علوم دینیہ کا مخزن تھا۔ گھر گھر علم کا چرچا تھا، فقہا ربیعہ، سعید بن المسیب رح عروۃ بن زبیر، قاسم بن محمد رح خارجہ بن زید رح۔ ابو بکر بن حارث رح، سلیمان بن یسار رح عبید اللہ بن عتبہ اور ان کے علاوہ بہت سے علما فضلا موجود تھے۔ جن پر علوم اسلامیہ کا دار مدار تھا اور مدینہ میں بیٹھکر اپنے باران علم سے دنیا کو سیراب

[1] بستان المحدثین صـ۳ [2] اصابہ حصہ ۴ [3] المعارف لابن قتیبہ صـ۲۱۸ [4] تذکرۃ الحفاظ حصہ ۱ صـ ۱۹۸ ذکر مالک،

کر رہے تھے۔ خود امام صاحب کے دادا، والد، چچا نافع بن مالک اور ابوسہیل ربیع بن مالک مستند علماء تھے، انہی وجوہات سے امام صاحبؒ لڑکپن ہی سے تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ خود آپ فرماتے ہیں۔

کنت اٰتی نافعًا و انا غلام حدیث السن   میں بچپن میں ایک غلام کے ساتھ نافع کے پاس آتا تھا
معی غلام فینزل و یحدثنی [۱]   اور وہ اتر کر مجھ سے حدیث بیان کرتے تھے۔

قرأت | قرآن شریف کی قرأت حضرت نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم سے سیکھی۔ آپ سے روایت ہے کہ میں نے نافع سے پڑھا ہے[۲] نافع قرا سبعہ میں سے تھے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابومیمونہؒ سے قرأت حاصل کی تھی۔ قرأت میں اہل مدینہ کے امام تھے ۱۶۹ھ میں انتقال فرمایا۔

حدیث | حدیثیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا بچپن ہی سے نافع سے پڑھنی شروع کر دی تھی اور ان سے مدت العمر جدا نہ ہوئے، زیادہ تر حدیثیں حضرت نافع ہی سے پڑھیں۔ نافعؒ جلیل القدر تابعی ہیں۔ تیس سال تک حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی خدمت میں زندگی بسر کی ابن عمرؓ، عائشہؓ، ابوہریرہؓ رافع بن خدیج ابو لبابہ رضؓ وغیرہ سے حدیثوں کی روایت کی تھی، بہت پایہ کے محدث تھے، امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نافع سے کوئی حدیث سن لیتا ہوں تو پھر مجھکو اس حدیث کو کسی دوسرے سے سننے کی پرواہ نہیں رہتی، محدثین نے عن الشافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر کی سند کو "سلسلۃ الذہب" فرمایا ہے کیونکہ اس سند کے تمام رجال جلیل القدر ہیں[۳]۔

فقہ | فقہ کی تعلیم آپ نے ابوعثمان ربیعہ رائی رحؒ سے حاصل فرمائی ہے اور انہیں سے سیکھا ہے، ربیعہ بہت بڑے فقیہ اور مجتہد تھے ساتھ ہی حافظ الحدیث اور فطین تھے رائے میں خاصی بصیرت رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو "رائی" کہا جاتا ہے اُن کی مجلس میں اعیان بیٹھے تھے۔ حضرت انسؓ وغیرہ سے ان کو شرف تلمذ حاصل تھا، ۱۳۲ھ میں انتقال فرمایا، امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ربیعہ کے انتقال کے بعد فقہ کی حلاوت جاتی رہی[۴]۔

طالب علمی کے زمانہ میں غربت کی وجہ سے چھت کی کڑیاں نکال کر فروخت کرتے اور کتاب وغیرہ پر صرف فرماتے۔ مگر علم کا شوق ہرگز کم نہ ہوا۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی کو میں نے یاد کر لیا ہو اور پھر اسکو بھول گیا ہوں، امام طالب علمی میں بھی علوم اور احادیث رسولؐ کا پورا پورا احترام کرتے اور نہایت مودبانہ طور پر تحصیل علم کرتے، ایک روز آپ ابوحازمؒ کی خدمت میں گئے اور وہ بیٹھے ہوئے حدیث کا درس دے رہے تھے۔ حاضرین مجلس کی کثرت کی وجہ سے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ آپ نے ابوحازمؒ حاضرین نے خلاف ادب سمجھکر اعتراض کیا، آپ نے کہا کہ کہیں میرے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی اور مجھکو گوارا نہیں کہ کھڑے کھڑے حدیث رسول اللہؐ حاصل کروں[۵]۔

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۹۴ ذکر نافع [۲] ابن خلکان ذکر مالک، نافع [۳] ابن خلکان صفحہ ۲۷۹ ذکر نافع [۴] ابن خلکان ذکر ربیعہ [۵] الاکمال لابی عبداللہ الخطیب ذکر مالک ص ۱۲

تحصیل علم میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہر کس وناکس سے روایت نہ کرتے، امام کے اساتذہ زیادہ تر مدنی ہیں۔ کیونکہ مدینہ خود علم کا گہوارہ تھا۔ اور حصول علم کے واسطے دور دراز مقامات کے سفر کی ضرورت نہ پڑی تاہم آپکے اساتذہ بہت زیادہ تھے۔ تذکرہ اور رجال کی کتابوں میں آپ کے اساتذہ کی طویل فہرست گنانے کے بعد "وخلق کثیر" کہدیا جاتا ہے یعنی ان کے علاوہ بہت سے حضرات کے نام درج ذیل ہیں۔

نافع مولیٰ ابن عمر۔ نافع بن عبدالرحمٰن۔ ربیعہ رائی۔ سعید مقبری۔ زید بن اسلم۔ ابو حازم سلمہ بن دینار ہشام بن عروہ۔ صالح بن کیسان۔ امام زہری۔ جعفر بن محمد۔ شریک بن عبداللہ۔ صفوان بن سلیم۔ علاء بن عبدالرحمٰن۔ داؤد بن الحصین۔ ابراہیم و موسیٰ ابنے عقبہ۔ ایوب سختیانی۔ اسمٰعیل بن ابی حکیم۔ ابوالزناد محمد بن المنکدر۔ عامر بن عبداللہ۔ نعیم بن عبداللہ المجمر۔ حمید الطویل۔ یزید بن الہاجر۔ ابوالزبیر مکی۔ زیاد بن سعد۔ سہیل بن ابی صالح۔ طلحہ بن عبدالملک۔ عبدالرحمٰن بن قاسم قطن بن وہب۔ عمرو بن یحییٰ بن عمارہ۔ محمد بن یحییٰ بن حبان وغیرہ رحمہم اللہ

تدریس و افتا امام صاحب اپنی خداداد قابلیت کی وجہ سے اپنے استاذ ربیعہ رائی کی زندگی ہی میں ان کے ساتھ فتوے دینے لگے۔ اور فتویٰ بھی کب دینا شروع کیا؟ جبکہ ستر علماء نے اس بات کی گواہی دی کہ آپ میں فتویٰ دینے کی اہلیت پیدا ہو گئی، حضرت نافع زندہ ہی تھے کہ آپ مسند درس پر جلوہ افروز ہو گئے حافظ ابن عبدالبر اندلسیؒ نے کتاب الانساب میں لکھا ہے کہ امام مالک سترہ سال کی عمر میں ۱۱۰ھ میں درس دینے لگے یعنی نافع کی وفات کے سات سال پیشتر ہی آپ نے تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

مگر ۱۱۷ھ میں جب نافعؒ کا انتقال ہوا تو آپ ان کے جانشین ہوئے اور اب آپ کا حلقۂ درس مستقل قائم ہو گیا۔ حضرت شعبہ کا بیان ہے کہ نافع کے انتقال کے ایک سال بعد میں مدینہ گیا تو دیکھا کہ مالک کا حلقۂ درس قائم ہو چکا ہے امام صاحب کی مجلس درس ہمیشہ آراستہ و پیراستہ رہتی تھی، بیکار اور لغو شور شرابا، خلاف مجلس باتیں کبھی نہ ہوتی تھیں، درس حدیث کے وقت عود اور مجمر جلائے جاتے تھے، حاضرین کے لئے پنکھے کا انتظام ہوتا تھا۔ امام صاحب کے لئے صدر حلقہ میں تکیہ لگا دیا جاتا تھا۔ اور آخر تک مجلس اسی طرح سجی رہتی تھی۔ آپ وضو کرتے داڑھی میں کنگھی کرتے، عطر اور خوشبو کو استعمال فرماتے اور بہترین کپڑے پہنکر نہایت سنجیدگی اور انکساری کے ساتھ اپنے حجرے سے مجلس میں تشریف لاتے، اور رعب و جلال کے ساتھ مسند درس پر بیٹھ جاتے۔ امام کے خاص کاتب حبیب تمام حاضرین کو حدیثیں پڑھ کر سناتے تھے اگر کہیں حبیب غلطی کرتے تو آپ اُن کو لقمہ دیتے تھے بعض مرتبہ معن بن عیسیٰؒ اور دوسرے حضرات اس خدمت کو انجام دیتے۔ آپ کے ہیبت اور جلال کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص قریب نہ ہوتا اور نہ اپنی کتاب میں دیکھ سکتا نہ کوئی بات پوچھ سکتا۔

سفیان ثوریؒ جو امام کے تلامذہ میں سے تھے ایک مجلس میں تھے، مجلس کا رعب و جلال اور اس کے انوار

و برکات کو دیکھ کر امام کی شان میں یہ اشعار کہے ؎

یدع الجواب فما یراجع ھیبۃ | والسائلون نواکس الاذقان
امام جواب نہیں دیتے تو پھر آپکی ہیبت سے پوچھا نہیں جاتا | اور سوال کرنے والے سرنگوں رہتے ہیں۔
ادب الوقار وعز سلطان التقی | فھو المھاب ولیس ذا سلطان
یہ وقار کا ادب اور سلطان تقوی کی عزت ہے | امام کی ہیبت سے ڈرا جاتا ہے حالانکہ آپ بادشاہ نہیں ہیں۔

احادیث رسول کا احترام کرتے ہوئے مجلس میں جس ہیئت پر بیٹھتے آخر تک اسی طرح رہجاتے اور زانو ہرگز نہ بدلتے ایک دن درس حدیث دے رہے تھے اسی دوران میں بچھو نے دسیوں مرتبہ ڈنک مارا۔ تکلیف سے چہرہ مبارک زرد اور متغیر ہوگیا۔ مگر روایت حدیث کو منقطع نہ کیا اور کلام میں کوئی لغزش نہ پیدا ہوئی۔ عبداللہ بن مبارک راوی فرماتے ہیں کہ جب مجلس ختم ہوگئی اور تمام لوگ چلے گئے تو میں نے امام صاحب سے عرض کیا کہ آج چہرہ مبارک کا رنگ بہت متغیر تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں اور تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ اسقدر صبر میں نے صرف اس لئے کیا کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام میں کوئی فرق نہ آنے پائے[1] راستہ پر چلتے پھرتے کھڑے ہوکر یا عجلت میں حدیث بیان کرنا احترام کے خلاف اور مکروہ سمجھتے تھے۔

امرار اور غربار سب آپ کے درس میں برابر تھے، بلکہ غربار کا خاص لحاظ فرماتے تھے کسی کی مجال نہ ہوتی کہ آپ سے کچھ پوچھ سکے مگر غربار احادیث کے متعلق امام سے برابر سوال کرتے اور آپ جواب دیتے بلکہ بسا اوقات غریب کو اجازت مرحمت فرماتے کہ وہ حدیث پڑھے۔ ایک دفعہ ہارون رشید اپنے لڑکوں کو لیکر امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ ان کو حدیث خود پڑھکر سنائیے آپ نے فرمایا کہ میرا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ لوگ آکر مجھے سناتے ہیں۔ یہ سنکر ہارون رشید نے کہا لوگوں کو ہٹا دیجئے میں خود قرأت کروں گا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ بعض خاص کی وجہ سے تمام لوگوں کو نہیں ہٹایا جائے گا۔ اور اپنے شاگرد معن بن عیسیٰ کو حکم دیا کہ وہ قرأت کریں اور دربار مالکی میں ہارون رشید مع شہزادوں کے بیٹھا سنتا رہا۔[2]

امام کے فضل و کمال کا ایسا شہرہ ہوگیا تھا کہ لوگ آپ سے شاگردی کرنے کو اپنے لئے فخر سمجھتے تھے، بشر حافی فرماتے ہیں کہ دنیا کی جملہ زینتوں میں سے یہ بھی ایک بڑی نعمت ہے کہ آدمی کہے کہ "حدثنا مالک"، فقہار، علمار، محدثین، صوفیہ، امرار، خلفا، سلاطین، غرض کہ ہر طبقہ کے لوگوں نے امام عالی مقام سے تبرکاً شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (باقی باقی)